تقریر

بچوں کے رشتوں کے انتخاب کے لئے زریں ہدایات

معزز بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **بچوں کے رشتوں کے انتخاب کے لئے زریں ہدایات**

آج کل گھروں کو خوبصورت بنانے کے لئے ہر انسان گھر میں نت نئے اچھی نسل کے خوبصورت لگنے والے پھولوں اور پھلوں کے پودے لگاتا ہے۔ یہ رنگ برنگے پھولوں کے پودے اور مختلف لذتوں سے بھرپور پھلوں کے درخت گھروں کو خوبصورت بنادیتے ہیں۔ اسی طرح ہر انسان اپنی جسمانی نسل میں اضافہ کے لئے بھی روحانی اور اخلاقی طور پر بھلی لگنے والی بچی کی تلاش کی کوشش کرتا ہے۔ تا نیک، دیندار، متقی اور پرہیز گار نسل آگے چلے اور خاندان کے باغیچہ میں اچھے اور پاکیزہ پھل دینے والے پودوں کا اضافہ ہوتا رہے۔
پھر یہی بچیاں مستقبل میں مائیں بن کر اس باغیچہ کی مالی بن جاتی ہیں اور اپنے بچوں کی روحانی و اخلاقی خراش تراش سے ایسی تربیت کرتی ہیں کہ وہ اولاد جماعت کی انگوٹھی میں ہیرے یا نگینے کی طرح پیوست ہو کر جماعت کی خوبصورتی میں اضافہ کا موجب بنتی ہیں۔

سامعات! خاندان کی بڑھوتری کے لئے اچھے اور آنکھوں کو بھلے لگنے والے پودے کے انتخاب کا زریں حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو دیا ہے وہ یہ ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (النساء:4) کہ عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئے اس سے نکاح کرو۔
ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا۔ تَخَيَّرُوْا لِنُطُفِكُمْ وَانْكِحُوْا الْاَكْفَاءَ کہ اپنی نسلوں کے لئے صالح عورتوں کا انتخاب کرو اور ہم کفو سے رشتہ کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح)

احادیث میں دیندار لڑکی کے انتخاب کی بطور خاص تاکید ملتی ہے۔ نکاح اور شادی کے معاملہ میں حسن و جمال، حسب و نسب اور مال و دولت کے مقابل پر دینداری، پرہیز گاری، خدا ترسی اور خوش اخلاقی کو ترجیح دینا زیادہ افضل ہے۔

معزز سامعات! اس ضمن میں آنحضور ﷺ کا ایک ارشاد ہم سب کو رشتہ کی تلاش میں مدنظر رکھنا چاہئے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ عورت سے نکاح چار باتوں کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔

1۔ اس کے مال دولت کی وجہ سے
2۔ اس کے حسب و نسب کی وجہ سے
3۔ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے
4۔ لڑکی یا لڑکے کی دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی آنحضور ﷺ نے فَاظْفِرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ کی نصیحت بھی فرمادی کہ اے مسلمان! تو دیندار لڑکی کو ترجیح دے اور اس سے نکاح کر کے اپنی زندگی کو کامیاب کر ورنہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح)

آنحضور ﷺ نے اُس لڑکے اور لڑکی کے حق میں دعا بھی کی ہے جو رشتہ کی تلاش میں نیکی، تقویٰ، طہارت اور پرہیز گاری کو سامنے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيْهَا وَبَارَكَ لَهَا فِيْهِ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لڑکے کے لئے، لڑکی میں برکت دے اور ایسی لڑکی کے لئے، لڑکے میں برکت دے۔

(المعجم الاوسط الطبرانی۔ حدیث نمبر 2432)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے آغاز پر ہی ایک خطبہ جمعہ میں اس بیان شدہ حدیث کی وضاحت میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”اس طرف توجہ دلا کر آئندہ نسلوں کے دیندار ہونے کے ظاہری سامان کی طرف اصل میں توجہ دلائی ہے۔ اپنے گھریلو ماحول کو پُر سکون بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کیونکہ اگر ماں نیک اور دیندار ہو گی تو عموماً اولاد بھی دیندار ہوتی ہے اور نیک اور دیندار اولاد سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے جو انسان کو سکون پہنچا سکے۔ ایک مومن کے لئے معاشرے میں عزت کا باعث نیک اور دیندار اولاد ہی بن سکتی ہے۔ تو اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یہ شکایتیں اب بڑی عام ہونے لگ گئی ہیں کہ بچی نیک ہے، شریف ہے، با اخلاق ہے، پڑھی لکھی ہے، جماعتی کاموں میں حصہ بھی لیتی ہے، لیکن شکل ذرا کم ہے یا قد اس کا دیکھنے والوں کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔ تو لوگ آتے ہیں، دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس بارے میں پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ شکل اور قد کاٹھ تو تصویر اور معلومات کے ذریعہ سے بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ پھر گھر جا کر بچیوں کو دیکھنا اور ان کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان چیزوں کو نہ دیکھو، دینداری کو دیکھو۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو دینداری دیکھا کرو۔ اگر بچیوں کی دینداری دیکھیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے اور اپنی نسل کو بھی دین پر چلتا ہوا دیکھنے والے ہوں گے۔

بعض لوگ تو رشتے کے وقت لڑکیوں کو اس طرح ٹٹول کر دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح قربانی کے بکرے کو ٹٹولا جاتا ہے۔ شادی تو ایک معاہدہ ہے۔ ایک فریق کی قربانی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دونوں فریقوں کی ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا نام ہے۔ یہ ایسا بندھن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تو سامان زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر اور کوئی سامان زیست نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح۔ باب افضل النساء)

پس ان لوگوں کے لئے جو ہر چیز کو دنیا کے پیمانے سے ناپتے ہیں۔ ان کو بھی یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نیک عورت سے بڑھ کر تمہارے لئے کوئی زندگی کا اور دنیاوی سامان نہیں ہے۔ نیک عورت تمہارے گھر کو بھی سنبھال کے رکھے گی اور تمہاری اولاد کی بھی اعلیٰ تربیت کرے گی۔ نتیجتاً تم دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرنے والے ہو گے“

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 933,932)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبرات لجنہ کو براہ راست مخاطب ہو کر جلسہ سالانہ یوکے 2006ء میں فرمایا۔

”یہ بڑے سوچنے والی باتیں ہیں بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بعد میں ایسے لوگ خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور خط لکھ کر مجھے بھی پریشان کرتے ہیں اس لئے ہمیشہ ایسے فیصلے جذبات کے بجائے دعا سے کرنے چاہیں اور یہ ازدواجی رشتہ قائم کرنا تو ایسا معاملہ ہے جو بہت سوچ سمجھ کر اور دعا کر کے کرنا چاہئے اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جب شادی کرنے لگو تو نہ دولت دیکھو نہ صورت دیکھو نہ خاندان دیکھو جو دیکھنے کی چیز ہے اور جس پر تمہیں غور کرنا چاہئے وہ دینداری ہے اسے دیکھو۔ پس اگر یہ معیار بن جائیں تو پھر دیکھیں کہ کس طرح ہمارا معاشرہ مکمل طور پر پاک لوگوں کا معاشرہ بن جاتا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی بچی اور ایک احمدی عورت کا تقدس ہے اس کی حفاظت اس کا کام ہے کوئی ایسا کام نہ کریں جو دین سے دور لے جانے والا ہو۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے تقدس پر حرف آتا ہو عورتوں کو کام کرنا ہے یہ منع نہیں ہے مثلاً نوکریاں کرنا۔ تعلیم حاصل کرنا منع نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اگر ایسے کام کریں گی جس سے بد نتائج نکلتے ہوں تو وہ منع ہیں“

(خطاب مستورات جلسہ سالانہ یوکے 2006ء)

پیاری بہنو! کفو کے لفظی معانی ہم پلہ اور برابر ہونے کے ہیں۔ کفو میں مذہب، دینداری اور معاشرتی و خاندانی یکسانیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ نسب، پیشہ، تعلیم اور عمر و صحت کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے تو اس میں برکت ہے۔ تا فریقین کی ازدواجی زندگی میں ہم آہنگی اور موافقت پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”اگر حسب مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو۔ ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں وہ کسی کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں اور ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہر حال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے، جائز نہیں ہے“

(بدر 11 اپریل 1907ء)

سامعات! جہاں تک ایک دوسرے کو دیکھنے کی اسلامی تعلیم کا تعلق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"ایک روایت میں آتا ہے حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔

(ترمذی کتاب النکاح۔ باب فی النظر الی المخطوبۃ)

اس اجازت کو بھی آج کل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں۔ دوسرے شہروں میں چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں، گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آکر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات وعادات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا رشتے کے پیغام کے ساتھ۔ تو ایک تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا... بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے۔ تو اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط۔ نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا۔ اور اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہو گا"

(خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء)

پیاری بہنو! رشتہ کی تلاش میں ایک اور بنیادی بات جو ہمیشہ ہمارے مد نظر رہنی چاہئے وہ دعا ہے۔ جس کا ذکر ہمارے پیارے حضور نے اوپر والے ارشاد میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مناسب رشتہ کے ملنے کے لئے قرآن کریم میں درج ذیل دعا سکھلائی ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(الفرقان: 75)

کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے رشتہ کے لئے دعاؤں اور استخارہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہم انجام سے بے خبر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔ اس لئے اوّل خوب استخارہ کرو اور خدا سے مدد چاہو۔"

(خطباتِ نور صفحہ 478 خطبہ فرمودہ 26۔ اگست 1910ء)

ماں دوران حمل اور وضع حمل کے بعد جب اس دعا کا ورد کرتی ہے تو اس دعا کی تاثیر ماں کے دودھ کے ذریعہ بچے میں سرایت کرتی ہے اور بچہ جب بولنے لگتا ہے اور اسے کچھ شعور حاصل ہونے لگے ہے تو ماں بچے کو یہ دعا دہرائے۔ ہمیں یاد ہے کہ ہمارے بزرگ ہمیں بچپن میں ہی یہ سبق دیا کرتے تھے کہ نیک، صالح ساتھی کے لئے دعا کرتے رہیں۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ نے اپنے بچوں کو جو نصیحتیں فرمائیں ان میں سے پہلی نصیحت یہ تھی کہ بچیوں کو بچپن سے یہ دعا کرنی سکھائی (جائے) کہ اللہ میاں! میرا نصیب اچھا کرے۔

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ صفحہ 167)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس حوالہ سے یوں نصیحت فرمائی۔

"رشتہ خواہ بیٹی کا پیشِ نظر ہو یا بیٹے کا یا کسی اور عزیز کا، ہر صورت میں ماں باپ کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ رشتہ کے مسئلہ کا انتہائی عاجزانہ دعا کے ساتھ آغاز کریں۔ دعاؤں کو رشتہ میں بہت اہمیت ہے اور دعاؤں کا اثر اولاد پر بہت دور تک پڑتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نمونہ کو دیکھیں کہ آپؑ نے آنحضرت ﷺ کیلئے بہت پہلے ہزاروں سال پہلے سے دعا کی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ تو جو تھے وہ بہر حال اللہ کی تقدیر میں بننا ہی تھا لیکن ان دعاؤں کا بھی ضرور دخل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کا یہ احسان کبھی بھی نہیں بھلایا اور اپنے اوپر درود میں حضرت ابراہیمؑ پر درود بھی لازم کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے شادی سے پہلے سے دعائیں کی ہوئی تھیں۔ تو دعاؤں میں ضرور اپنی اولاد کو یاد رکھا کریں اور اس کے نتیجہ میں جو رشتے بھی ان کے ہوں گے وہ بھی اللہ کے فضل سے اچھے ہوں گے"

(خطبہ جمعہ 2 مارچ 2002ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک اور اہم ارشاد پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بچیاں جن کے متعلق یہ شکایت ہے کہ قد چھوٹا ہے تو پہلے کیوں نہیں ان کے متعلق پتہ کرتے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ پتہ نہ لگے کہ کسی لڑکی کی شکل کیسی ہے یا قد کتنا ہے۔ یہ سارے کوائف رشتہ ناطہ کے جو رجسٹرز ہیں ان میں بھی درج ہوتے ہیں اور دوسروں سے خاموشی سے پتہ کیا جاسکتا ہے بجائے اس کے کہ کسی لڑکی کے والدین سے یا لڑکی سے کچھ بات کی جائے۔ پہلے اچھی طرح پتہ کرلیں پھر اگر نیت ہو تو ان کے پاس جائیں ورنہ نہ جائیں۔ اس سے تو بے چاری بچیوں کی بہت دل آزاری ہوتی ہے اور مجھے کثرت سے ایسی بچیاں شکایتوں کے خط لکھتی ہیں۔

بعض لڑکی دیکھنے آتے ہیں اور مکان دیکھ کر چلے جاتے ہیں یعنی لڑکی اچھی بھی ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ اس کا قد چھوٹا ہو یا بدصورت ہو، اچھی خوبصورت لڑکیوں کے بھی وہ شوق سے رشتے لینے جاتے ہیں اور تبصرہ لڑکی پر نہیں بلکہ مکان پر ہو رہا ہوتا ہے کہ اچھا آپ کا مکان اتنا سا ہے۔ ایسی بداخلاقیاں جماعت میں رواج نہیں پکڑنی چاہئیں۔ بعض لوگوں کی اپنی بہو بیٹیاں بھی ہوتی ہیں ان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ان کے ساتھ اگر کوئی یہ سلوک کرے گا تو ان کو کیسا محسوس ہوگا۔

بعض لڑکے جہیز اور جائیداد کے لالچی ہوتے ہیں پھر بعض توفیق سے بڑھ کر مہر باندھتے ہیں۔ مہر کے متعلق تو میں بیان کرچکا ہوں لیکن جہیز اور جائیداد کی لالچ میں جو لڑکے شادی کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق میں بتادیتا ہوں کہ جماعت کو ہرگز ان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور کہنا چاہئے تم جاؤ جہاں چاہو بھاگے پھرو جماعت تمہارے ساتھ مدد کا کوئی سلوک نہیں کرے گی۔ اگر تمہیں اپنی مرضی کی جائیداد چاہئے تو جہاں مرضی کرلو۔ احمدی لڑکیوں کو بیچاریوں کو کیوں خراب کیا جائے۔

بعض کہتے ہیں لڑکی خوبصورت ہو اور لمبی ہو اور سمارٹ ہو اور اپنی صورت کبھی آئینہ میں نہیں دیکھتے۔ بعض کے قد ٹھگنے ہوتے ہیں اور خود سمارٹ نہیں ہوتے لیکن لڑکی ایسی چاہتے ہیں۔ کبھی کبھی شیشہ بھی دیکھ لیا کریں اور یاد رکھیں کہ بعض دفعہ لڑکی بدصورت بھی ہو اگر خاوند خوش اخلاق ہو سیرت کی قدر کرنے والا ہو تو میرے علم میں ایسے رشتے ہیں کہ خاوند بیوی کے حسنِ خلق پر جان نچھاور کرتے ہیں اور بہت ہی عمدگی کے ساتھ ان کا نباہ ہوتا ہے۔ پس شکل وصورت کو غیر معمولی اہمیت دینا آپ کیلئے نقصان دہ ہے۔ میں آپ کے فائدہ کی بات کر رہا ہوں اگر اچھی شکل مل جائے تو بہت بہتر ہے لیکن اگر نہ ملے تو حسن خلق اور دین کو بہر حال ترجیح دینی چاہئے۔ ورنہ بعض اوقات تو لڑکیاں پھر انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں کہ ماں باپ اچھا رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔ ان کا معیار اور ہے اور اس معیار کے رشتے ملتے نہیں ان کو یہاں تک کہ پڑی پڑی گھروں میں بوڑھیاں ہو جاتی ہیں"

(خطبہ جمعہ 2مارچ 2002ء)

پیاری بہنو! رشتہ کی تلاش، خاندان میں عمارت کی تعمیر کے مترادف ہے عمارت کی بنیاد رکھتے وقت بنیادی اینٹ کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مستری، بنیادی اینٹ کو سیدھا رکھنے کے لئے ایک سوتر (رسی) کے ساتھ بہت کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ جانتے ہوئے کہ اس بنیادی اینٹ نے آنکھوں سے اوجھل ہو جانا ہے۔ اس کے باوجود اس اینٹ کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت تگ ودو کرتا ہے اور Dampproof کے اوپر ٹیڑھی میڑھی اینٹیں لگاتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ بنیادی اینٹ درست ہوگی تو اس پر قائم ہونے والی عمارت درست اور سیدھی رہے گی۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

رشتے اور شادیاں بھی درحقیقت خاندان میں نئی عمارت کی تعمیر یا عمارت میں extension کے مترادف ہے۔ اس لئے خاندانی عمارت کو سیدھا رکھنے اور اسے اسلامی تعلیمات سے آراستہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا چناؤ درست ہو اور انتخاب میں خوبصورتی کو مطمع نظر رکھنے کی بجائے اخلاق و کردار، دینداری اور پرہیز گاری کو ملحوظ رکھیں۔ تا آئندہ نسل بھی نیک، صالح ہو اور اسلام و دین کا نام بلند کرنے والی ہو۔

اس سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتباہ یاد رکھنا چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "اگر تم نے (انتخاب میں دین، تقویٰ اور اخلاق کو) مدنظر نہ رکھا تو زمین میں بہت بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔"

(جامع ترمذی کتاب النکاح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رشتہ ناطہ میں تقویٰ کو مدنظر رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 46)

سامعات! آج امت جن مشکلات سے دوچار ہے اور آئے دن ہر ملک، ہر شہر و قصبہ میں جو ہنگامہ آرائی مسلمانوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ اس قرآنی اصول و تعلیم سے دوری ہے۔ جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔ آج امت کی یہ حالت ہے کہ وہ رشتہ کرتے وقت عورت کے اخلاق نہیں دیکھتے بلکہ مال و دولت، حسب و نسب یا خوبصورتی دیکھتے ہیں۔ تو پھر اس کا نتیجہ یہی نکلے گا جس کا امت کو آج سامنا ہے۔ ہمیں اپنے ماحول کی تربیت اس رنگ میں کرنی ہے کہ بلاضرورت اور بغیر مکمل کوائف کے کسی کے رشتہ دیکھنے نہ جائیں۔ کسی کے گھر جانے سے قبل اپنے کوائف بھی بجھوانا یا فون پر دینا زیادہ مناسب ہو گا۔ اگر ان کو بھی اتفاق ہو تو وقت لے کر بچی کے گھر جایا جائے۔ جس طرح ہم نہیں چاہتے کہ ہماری بچی کو کوئی دیکھ کر چلا جائے اور کوئی جواب نہ دے۔ اسی طرح دوسری بچیاں بھی ہماری ہی بچیاں ہیں۔ ان کے جذبات کا بھی خیال رکھیں۔ اس ناطہ سے ہم ممبرات لجنہ کی یہ اولین ذمہ داری بنتی ہے کہ حضور انور کا دایاں ہاتھ اور سلطان نصیر بن کر ایسی کمزوریوں سے معاشرے کو نجات دلائیں۔

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)

✿✿✿✿